Volume 03, Issue 04,
October-December 2025
PP: 29-35
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

https://doi.org/10.63283/IRJ.03.03/57

اقبال کا تصور ملت، مسئلہ فلسطین اور حالات حاضرہ: ایک فکری مطالعہ

Iqbāl's Concept of Ummah, the Palestinian Issue and Present Situation: An Intellectual Study

Dr. Mahmood Ul Hassan [1], Dr. Mustansar Hussain Jami[2] Sajida Sultana[3]

Article History

Received
02-12-2025

Accepted
28-12-2025

Published
30-12-2025

Abstract & Indexing

WORLD of JOURNALS
Crossref doi
Signatory of DORA
ACADEMIA
Google Scholar
ASIAN Research Index

Abstract

This research paper explores Allama Muḥammad Iqbāl's concept of the Muslim Ummah (Millat) in the context of the Palestinian issue. Iqbāl conceptualized the Ummah not as a racial, ethnic, or territorial entity but as a spiritual and ideological community grounded in Islamic faith and shared moral values. His vision of Muslim unity transcends geographical boundaries and emphasizes a collective consciousness shaped by belief, purpose, and a common destiny. The paper examines Iqbāl's deep concern for the suffering of Palestinian Muslims, as reflected in his poetry, prose writings, speeches, and letters. Iqbāl viewed the Palestinian issue not merely as a regional or political conflict but as a matter of profound significance for the entire Muslim world. He perceived it as a symbol of the broader decline and disunity of the Ummah. His writings strongly criticize Western imperialism and Zionist occupation, warning Muslims against political subjugation and intellectual dependency. Through a critical analysis of Iqbāl's thought, the study highlights how his philosophy links spiritual awakening with political consciousness and moral responsibility. Iqbāl consistently called for self-realization (khudī), unity, and resistance against oppression as essential elements for the revival of the Muslim Ummah. The paper concludes that Iqbāl's ideas remain highly relevant in the contemporary era. His emphasis on unity, faith-based solidarity, and resistance to injustice offers enduring intellectual and moral guidance for addressing ongoing challenges faced by Muslims, particularly the persistent humanitarian and political crisis in Palestine.

Keywords:

Allama Muḥammad Iqbāl, Muslim Ummah (Millat), Palestinian Issue, Islamic Unity, Spiritual Consciousness, Zionism, Western Imperialism, Iqbāl's Political Thought.

[1] *Assistant Professor, Urdu Department, NUML, Islamabad. mhhassan@numl.edu.pk*
[2] *Assistant Professor, Urdu Department, My University, Islamabad. dr.mustansarhussain@myu.edu.pk*
[3] *Research Scholar, Ph.D, Urdu Department, NUML, Islamabad.*

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

REVIEWER CREDITS ROAD OPEN ACCESS

اردو ادب میں ابتداء ہی سے کسی نہ کسی صورت اصلاحی اور مزاحمتی رنگ موجود رہا ہے۔اردو نظم و نثر میں اس کی تائید ملتی ہے۔ یہ احتجاجی ومزاحمتی انداز ہمیں شہر آشوب، ہجو نگاری اور مرثیہ وغیرہ میں بھی دکھائی دیتا ہے جعفر زٹلی کا شعری اسلوب ہو یا ایہام گو شاعروں کے اشاراتی نمونے، نظیر اکبر آبادی کا اصلاحی انداز ہو یا رفیع سودا کا طنزیہ انداز، میر کی غزل میں دلی کے حالات کا رونا ہو یا غالب کے خطوط میں دلی کے اُجڑنے کا شاخسانہ، ہر جگہ ہمیں مزاحمتی، احتجاجی اور اصلاحی رنگ دکھائی دیتا ہے۔

اردو ادب کا یہی اصلاحی و مزاحمتی رنگ ملی مزاج میں ڈھلتا ہے تو امت مسلمہ کی ترجمانی کرتا ہوا نظر آتا ہے ، اُدباء اپنی نظم و نثر میں مظلوموں کے حق میں آواز اُٹھانا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ مسئلہ فلسطین بہت سے مسلمان شعراء کو "انما المؤمنون اخوة" کے واضح حکم کی وجہ سے اپنا مسئلہ لگتا ہے، جبکہ کچھ شعراء اسے انسانی حقوق کی نظر سے دیکھتے ہیں. بہر حال اس کی وجہ اسلامی ہو یا انسانی، کچھ بھی ہو فلسطینیوں سے اظہار یکجہتی اردو نظم و نثر کا اہم موضوع رہا ہے۔ڈاکٹر ساجد امجد لکھتے ہیں:

”ہمارے بعض شعراء نے ملی شعور کا ثبوت دیتے ہوئے ان مسلمانوں کے دکھ درد کو محسوس کیا ہے، محض اس لیے کہ بہ لحاظ مذہب یہ بھی ہماری ملت کے افراد ہیں۔ فلسطین یا اہل فلسطین جو برسوں سے اپنے دشمنوں سے معرکہ آراء ہیں مسلمانوں کے لیے نہایت جذباتی موضوع ہے۔“[1]

ادب سماج کا آئینہ ہوتا ہے، اس لیے جہاں کہیں بھی انسانیت پر جبر و تشدد روا رکھا گیا، اس کی مذمت میں اُدباء نے مزاحمتی یا اصلاحی حوالے سے قلم اُٹھایا ہے۔ اردو ادب بھی اس طرح کی مثالوں سے مالا مال ہے۔ مسلمان شعراء نے بھی امت مسلمہ پر دنیا میں جہاں کہیں بھی ظلم و جبر ہوا اس پر قلم اُٹھایا ہے۔ مسئلہ فلسطین پر اردو شعراء میں سب سے پہلے ہمہ گیر اور بھرپور آواز جس شخصیت نے بلند کی وہ حضرت علامہ اقبالؒ تھے، انہوں نے اپنی نظم و نثر میں مکمل شرح و بسط سے اپنے خیالات اقوام عالم تک پہنچائے۔ اس سلسلے میں محمد افتخار شفیع لکھتے ہیں:

”اقبال برصغیر کے شاید پہلے شاعر تھے جو جدید مشرقی اور مغربی علوم پر دسترس رکھنے کی وجہ سے نو آبادیاتی نفسیات اور سامراج کی چالوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ اسی لیے ان کی شاعری اور نثر میں نو آبادیاتی انداز فکر کے رد کا منطقی اور سائنسی اظہار ملتا ہے۔“[2]

اقبال کی عظمت یہ ہے کہ عصری مسائل سے مکمل آگاہی کے ساتھ ساتھ اُن کے ہاں اِن کا حل بھی ہے۔ انہوں نے جگہ جگہ حرکت و عمل، محبت و اخوت، بھائی چارہ، اتحاد و اتفاق اور خودی کے وہ پیغامات دیئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ان تمام مسائل کا حل ممکن ہو جاتا ہے۔

علامہ اقبالؒ اقوام عالم کے معروف شاعر، مفکر اور ممتاز فلسفی تھے، آپ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور ملت بیضا کی وحدت و یگانگت کے لیے نمایاں خدمات انجام دی ہیں، اقبال کا تصور ملت روحانی اور فکری وحدت پر مشتمل ہے، اسے جغرافیائی حدود میں منقسم نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال کے ہاں مسئلہ فلسطین کو صرف ایک سیاسی مسئلہ قرار نہیں دیا جاتا بلکہ اسے عالم اسلام کی بیداری اور اتحاد کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ علامہ کے ہاں امت مسلمہ ایک ایسی روحانی اور فکری وحدت ہے جس کا ماخذ قرآن و سنت کے اصولوں سے لیا گیا ہے۔ آپ نے عہد حاضر کے جدید تصور ملت سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ”اسلام ایک ایسی قومیت ہے جو نسل زبان اور وطن کی قید سے آزاد ہے۔“[3] علامہ کے ہاں یہ تصور ان کی شاعری میں جا بجا دیکھا جا سکتا ہے۔ چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

علامہ اقبالؒ ایک زیرک اور مدبر انسان تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر ہی آپ نے بھانپ لیا تھا کہ مغربی سامراج فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری کر کے اپنے وعدوں سے انحراف کر رہے تھے، جو انہوں نے فلسطین میں امن اور فلسطینیوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کیے تھے۔ آپ نے 30 دسمبر 1919ء کو لاہور میں گفتگو کرتے ہوئے برطانوی حکمرانوں سے مطالبہ کیا:

"برطانوی حکومت نے مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کی سرزمین کے حوالے سے جو وعدے کیے تھے انہیں پورا کیا جائے، اقبال نے زور دیا کہ کسی بھی مسلم سرزمین کا کوئی حصہ کسی دوسرے کے حوالے نہیں کیا جانا چاہیے۔"[4]

اقبالؒ نے یہودیوں کے اس دعوے کو بھی مسترد کیا کہ یہود یہاں پہلے سے آباد تھے، اس لیے فلسطین اُن کا آبائی وطن ہے۔ اقبال نے اہل مغرب سے مطالبہ کیا کہ یہی اصول پھر اسپین کے لیے بھی اختیار کیا جانا چاہیے کیونکہ یہاں پر بھی تو پہلے عرب ہی آباد تھے۔ اپنی نظم شام و فلسطین میں لکھتے ہیں:

رندان فرانسیس کا میخانہ سلامت
پر ہے مئے گل رنگ سے ہر شیشہ حلب کا
ہے خاک فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پہ حق کیوں نہیں اہل عرب کا
مقصد ہے ملوکیت انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رطب کا

اقبالؒ نے فلسطین کے مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے ترکوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ انہوں نے اپنی خلافت کے دوران یہودیوں کے ساتھ حد سے زیادہ رواداری کا مظاہرہ کیا ہے، جس کی وجہ سے وہ ان چیزوں پر بھی اپنا حق جتانے لگے ہیں جن پر اُن کا حق نہیں ہے۔ فرماتے ہیں:

"ترکوں نے یہودیوں کے ساتھ غیر رواداری کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے انہیں دیوار براق کے سامنے رونے کی اجازت دی اور اسی وجہ سے یہ دیوار ویلنگ وال کہلائی۔ اسلامی شریعت کے مطابق مسجد اقصیٰ کا پورا صحن وقف ہے، یہودی اس پر قابض ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن قانونی اور تاریخی طور پر ان کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔"[5]

1917ء کے اعلان بالفور کے بعد فلسطینیوں کی غلامی کے سیاہ دور کا آغاز ہوتا ہے۔ برطانیہ فلسطین پر اپنا تسلط قائم کر لینے کے بعد دنیا بھر میں پھیلے ہوئے یہودیوں کو فلسطین میں لا کر آباد کر دیتا ہے۔ عربوں پر زمین تنگ کر دی جاتی ہے۔ اقبال اس صورتحال کو دیکھ کر افسردہ ہوتے ہیں کہ عرب جو سمجھتے ہیں انہوں نے ترکی سے آزادی حاصل کی ہے لیکن حقیقت میں ایک سازشی اور مکار قوم کے شکنجے میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

جلتا ہے مگر شام و فلسطین پہ میرا دل
تدبیر سے کھلتا نہیں یہ عقدہ دشوار
ترکان جفا پیشہ کے پنجے سے نکل کر
بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار

اقبالؒ 1931ء میں گول میز کانفرنس کے بعد فلسطین تشریف لے گئے اور تقریباً نو روز وہاں قیام کیا۔اس دوران آپ نے فلسطین کی سیر کے ساتھ ساتھ مؤتمر عالم اسلامی کے اجلاسوں میں شرکت کی اور مسلمان ممالک کے نمائندوں سے ملاقاتیں بھی کیں۔ مقامات مقدسہ کی زیارت بھی کی۔ یروشلم میں منعقدہ اسلامی کانفرنس میں شرکت کی تو فلسطینی مسلمانوں کی حمایت کی اور کہا کہ ''فلسطین ایک خالص اسلامی مسئلہ ہے۔''[6]

فلسطین میں قیام کے دوران آپ نے اپنی نظم "ذوق شوق" کے کئی اشعار یہیں لکھے۔ علامہ کے جذبات کی جھلک ملاحظہ کیجیے:

کیا نہیں اور غزنوی کارگہِ حیات میں

بیٹھے ہیں کب سے منتظر اس حرم کے سومنات

قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں

گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

علامہ اقبالؒ بلاشبہ قومی شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ملی شاعر بھی تھے، آپ کی فکری وسعت برصغیر سے باہر خلیج فارس اور ایشیائے کوچک کے ممالک تک پھیلی ہوئی تھی۔آپ نے قائداعظم محمد علی جناح کو خط لکھا:

''مسئلہ فلسطین نے مسلمانوں کو مضطرب کر رکھا ہے، مسلم لیگ کی بدولت شاید فلسطین کے عربوں کو کچھ فائدہ پہنچ جائے۔ ذاتی طور پر میں کسی ایسے عمل کے لیے جس کا اثر ہندوستان اور اسلام دونوں پر پڑتا ہو، جیل جانے کے لیے تیار ہوں۔ایشیا کے دروازے پر ایک مغربی چھاؤنی کا مسلط کیا جانا اسلام اور ہندوستان دونوں کے لیے پر خطر ہے۔''[7]

فلسطین کی تقسیم کی تجویز کے اعلان کے دنوں میں علامہ اقبالؒ کی طبیعت خاصی خراب تھی،اس کے باوجود فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں پر پریشان اور افسردہ تھے۔بقول فتح محمد ملک:

''اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اقبال کو تقسیم فلسطین کے تصور نے مسلسل بے چین رکھا۔اقبال نے اس وقت سے ہی فکری اور عملی پیش بندیاں شروع کر دی تھیں جب برطانوی سامراج ابھی مسئلہ فلسطین کی ایجاد کرنے میں کوشاں تھا۔''[8]

اس بیان سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اقبالؒ شدید بیماری میں بھی فلسطینی بھائیوں کی حق تلفی پر عالمی سطح پر آواز اُٹھا رہے تھے۔اس دوران انہوں نے "فار کوہرسن" کو خط میں لکھا:

''عربوں کے ساتھ جو ناانصافی ہوئی ہے میں اس کو اسی شدت سے برداشت کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی پانی سر سے گزرنے نہیں پایا۔انگریز قوم کو بیدار کر کے اس بات پر آمادہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان وعدوں کو پورا کرے جو اس نے انگلستان کے نام پر عربوں کے ساتھ کیے ہیں۔''[9]

اقبالؒ نے لیگ آف نیشن، یہود اور برطانیہ کے گٹھ جوڑ کو بے نقاب کرتے ہوئے اہل فلسطین پر واضح کر دیا تھا کہ صرف اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرو۔ کیوں کہ پورا عالم فرنگ تو یہودیوں کا دم چھلا بنا ہوا ہے۔آپ اپنی نظم "فلسطینی عرب سے "میں فلسطینیوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ وہ قوت جو تمہیں یہود و فرنگ کی غلامی سے نجات دلا سکتی ہے وہ جذبہ ایمانی اور خودداری ہے، یعنی اب خود انحصاری ہی عربوں کو آزادی کی منزل سے ہمکنار کر سکتی ہے۔ فرماتے ہیں:

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ

میں جانتا ہوں وہ آتش تیرے وجود میں ہے

تیری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

اگر آج کے فلسطین کا جائزہ لیں تو ایک خوفناک صورت حال سامنے آتی ہے۔ دو ہزار تئیس سے جاری جنگ میں غزہ کی سرزمین پر اسرائیلی فوجی کارروائیوں کے نتیجے میں وسیع پیمانے پر تباہی و بربادی ہو چکی ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق اگست 2025ء تک 62,000 سے زائد فلسطینی زندگی کی بازی ہار چکے ہیں، جن میں اکثریت خواتین اور بچوں کی ہے۔ غزہ کی 75% زمین اسرائیلی کنٹرول میں ہے، جبکہ باقی علاقوں میں شدید بمباری جاری ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں خوراک، ادویات اور بنیادی سہولیات کی شدید قلت ہے۔ اقوامِ متحدہ کی رپورٹ کے مطابق:

''مارچ 2025ء میں اسرائیل نے غزہ میں تمام امدادی سامان کی ترسیل بند کر دی، جس سے غذائی اشیاء کی قیمتوں میں 1400% تک اضافہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں بچوں میں شدید غذائی قلت کے کیسز میں اضافہ ہوا ہے۔''[10]

غزہ و فلسطین میں اسرائیل کے انسانیت سوز مظالم کے بعد اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے روایتی طور دو ریاستی حل کی ضرورت پر زور دیا ہے لیکن اس کے لیے عملی اقدامات کہیں نظر نہیں آتے، صرف بیانات سے اسرائیل، فلسطین اور غزہ میں امن نہیں آسکتا۔ البتہ

''بین الاقوامی فوجداری عدالت نے اسرائیلی وزیر اعظم بنیامین نیتن یاہو اور دیگر اعلیٰ حکام کے خلاف جنگی جرائم کے الزامات میں گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے ہیں۔ کئی ممالک، جیسے بولیویا، کولمبیا اور جنوبی افریقہ نے ان وارنٹس کی حمایت کی ہے۔''[11]

غزہ کے نہتے لوگوں، بھوک سے بلکتے بچوں، زخمیوں کے سرہانے بیٹھی ماؤں کی قربانیاں عالمی ضمیر کو جھنجھوڑ رہی ہیں۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم نے فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے کے امکان پر غور کیا ہے اور اس سلسلے میں فرانس، برطانیہ اور اقوام متحدہ کے ساتھ مشاورت کی ہے۔ فرانس نے ستمبر 2025ء میں فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔[12]

عالمی ضمیر ابھی مذمتی قراردادوں اور فلسطین کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کی اُلجھنوں میں پھنسا ہوا ہے، جبکہ غزہ اسرائیلی جارحیت کی بدترین مثال بن چکا ہے۔ ہزاروں معصوم بچے، عورتیں اور شہری شہید ہو چکے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی رپورٹس، انسانی حقوق کی تنظیمیں اور عالمی عدالتیں بھی اسرائیل کے جنگی جرائم پر اُنگلی اٹھا چکی ہیں، مگر طاقتور اقوام تا حال خاموش یا بے بس نظر آتی ہیں۔ اقبال چونکہ شاعر اور فلسفی تھے اس لیے اُن کی بصیرت مستقبل کے منظر نامے کا ادراک رکھتی تھی۔ وہ اپنی نظم مسجد قرطبہ میں کہتے ہیں:

عالم نو ہے، ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحر بے حجاب
پردہ اُٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب

گویا وہ سمجھتے تھے کہ صہیونی اور یہودی قوتیں متحد ہو کر مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنا چاہتی ہیں اور اقبال کی دوربین نگاہوں نے استعماری طاقتوں کے ان عزائم کو بھانپ لیا تھا۔ اس صورت حال میں جب مسلمان پوری دنیا میں مشکلات میں گھرے ہوئے تھے تو امت مسلمہ کو نشاۃ ثانیہ کی خوشخبری دیتے ہوئے کہتے ہیں:

عطاء مؤمن کو پھر درگاہ حق سے ہونے والا ہے

شکوہ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی

غرض یہ کہ اقبال کا دل مسلمانوں کے ساتھ دھڑکتا تھا، انہوں نے اپنی زندگی میں ہی نہ صرف مسئلہ فلسطین کو اپنی نظم ونثر کا موضوع بنایا بلکہ تقسیم فلسطین کے خلاف ہونے والے احتجاجی جلسوں میں عملاً شرکت کی اور جرات کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اقبال کو خود بھی اس بات کا احساس تھا کہ وہ ملت کو ولولہ تازہ دینے میں کامیاب رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو

لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند

اقبالؒ کے نزدیک فلسطینیوں کی نجات کا راستہ خودی کی بیداری، ایمان کی پختگی، جذبہ عشق اور امت مسلمہ کے اتحاد میں مضمر ہے۔ اقبال کا تصور ملت اور قضیہ فلسطین پر ان کا واضح مؤقف ہمیں درس دیتا ہے کہ ملت اسلامیہ کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کا مصداق بن کر اپنے مظلوم فلسطینیوں کی حمایت کرنی چاہیے اور اسرائیلی جارحیت کا منہ توڑ جواب دینا چاہیے۔ اقبال کے افکار کی روشنی میں اگر آج بھی امت مسلمہ متحد ہو جائے تو فلسطینیوں کو آزادی کی نعمت میسر آسکتی ہے۔

حوالہ جات

---

1 ساجد امجد، ڈاکٹر، **اردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات**، (لاہور: الوقار پبلکیشنز، 2003ء) ص145-

2 محمد افتخار شفیع، **اردو ادب اور آزادی فلسطین**، (لاہور: کتاب سرائے، بیت الحکمت, میٹرو پرنٹرز, 2011ء)، ص135-

[3] https://ia601600.us.archive.org/0/items/cover_201501/the_reconstruction
-of- religious_thought_in_islam.pdf,P159, time 1:49am, May, 30, 2025.

4 بشیر احمد ڈار، **انوار اقبال**، (لاہور: اقبال اکادمی، 1967ء)، ص42-43-

5 محمد رفیق، افضل، **گفتار اقبال**، (ادارۂ تحقیقات پاکستان، 1969ء)، ص93-

[6] Syed Abdul Vahid(Edited), Published Sh. Muhammad Ashraf,Kashmiri
Bazar, Lahore,1964, P359-

7 حمید رضاء صدیقی، **اقبال کی سیاسی بصیرت**، (ملتان: بیکن بکس، 2005ء)، ص41-

8 فتح محمد، ملک، **فلسطین اردو ادب میں**، (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، 2000ء)، ص9۔

9 ایضاً، ص233-

[10]en.wikipedia.org/wiki/Gaza_Strip_famine?utm_source=chatgpt.com,09.30am,June 04,2025-
[11]en.wikipedia.org/wiki/International_Criminal_Court_arrest_warrants_for_Israeli_leaders?utm_source=chatgpt.com, 11.28pm, July 30,2025-
[12]www.theaustralian.com.au/nation/politics/anthony-albanese-freezes-out-donald-trump-on palestine-recognition/news story/e1e4f87a0850773d10065f7fdcee7dc4?utm_source=chatgpt.com,10.36am,August,08,2025-